

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ

— عبد الرشید عراقی —

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی کے اوصاف و کمالات کا اعتراف ان کے معاصرین، علمائے فن، ارباب سیر اور تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔ علامہ ابن سبکی نے ان کو ائمہ ہدیٰ اور دین اسلام کے داعیوں میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ امام بیہقی علم و فضل کا پہاڑ اور اپنے دور میں عدیم المثال، یکتائے روزگار، میدان علم کے شہسوار، حاذق الفن محدث اور علوم اسلامیہ کے بحر عام تھے۔ (۱)

علامہ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ امام بیہقی اپنے زمانہ میں یکتا اور اپنے معاصرین میں عدیم المثال تھے۔ (۲)

حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں کہ امام بیہقی امام ابو عبد اللہ حاکم صاحب المستدرک کے ارشد تلامذہ میں سے تھے، تاہم متعدد علوم میں یکتا ہونے کی بنا پر اپنے استاد سے بڑھے ہوئے تھے۔ (۳)

حافظ جلال الدین سیوطی نے بھی حافظ ابن عساکر کے قول کی تائید کی ہے اور لکھا ہے کہ محدثین اور ارباب سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ امام ابو عبد اللہ حاکم کے شاگرد امام ابو بکر بیہقی حدیث کی طلب و تحری میں ان سے فائق تھے۔ (۴)

ولادت و وطن : امام ابو بکر احمد بن حسین شعبان المعظم ۳۸۲ھ میں خراسان کے مشہور شہر نیشاپور کے مضافاتی قصبہ بیہق میں پیدا ہوئے۔ (۵)

تحصیل تعلیم : امام بیہقی نے ابتدائی تعلیم اپنے قصبہ بیہق میں حاصل کی۔ بعد ازاں نیشاپور اور خراسان کے اساتذہ اور اکابر علماء و محدثین سے استفادہ کیا۔ اس کے بعد عراق، حجاز، مکہ، بغداد اور کوفہ جا کر وہاں کے اساطین فن سے مستفیض ہوئے۔ (۶)

اساتذہ و تلامذہ : امام بیہقی نے جن نامور اساتذہ کرام سے استفادہ کیا ان کے نام حافظ ذہبی اور مؤرخ ابن خلکان نے اپنی اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں۔ ان کے اساتذہ میں امام ابو عبد اللہ حاکم صاحب المستدرک بھی شامل ہیں۔ ان کے تلامذہ کی فہرست بھی طویل ہے۔ ان کے مشہور تلامذہ میں ان کے فرزند اسماعیل بن احمد اور پوتے ابو الحسن عبد اللہ بن محمد بن احمد شامل ہیں۔ (۷)

علم و فضل : امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی کے حفظ و ضبط، عدالت و ثقاہت، امانت و دیانت اور اتقان پر محدثین اور ائمہ فن کا اتفاق ہے، اور جمہور محدثین کی رائے کے مطابق امام بیہقی اپنے زمانہ میں حفظ و ضبط میں یکتا، ضبط و اتقان کے اعتبار سے یگانہ اور ثقہ و قابل اعتماد تھے۔ اہل سیر اور تذکرہ نگاروں نے ان کو ”الحافظ الکبیر“ کے لقب سے موسوم کیا ہے۔ (۸)

حدیث اور معرفت حدیث میں عدیم المثال تھے اور احادیث کے علل و اسقام کی تمیز میں غیر معمولی مہارت رکھتے تھے۔ حدیث اور اس کے متعلقات میں اس درجہ عبور ہونے کی بنا پر ان کا شمار اکابر محدثین کرام میں ہوتا ہے۔ ابن عساکر نے ان کو شیخ السنۃ کا لقب عطا کیا ہے (۹)۔ اور ظہیر الدین بیہقی نے لکھا ہے کہ فن حدیث میں ان کو اتنا عبور تھا کہ ان کے دور میں کوئی ان کا ہمسرا و رثانی نہیں تھا۔ (۱۰)

علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں کہ حدیث میں یگانہ روزگار ہونے کی وجہ سے ان کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔ ابن خلکان کے الفاظ یہ ہیں :

”غلب علیہ علم الحدیث و اشتہر بہ“ (۱۱)

(ان پر علم حدیث خاص طور سے غالب تھا اور اس میں ان کو نمایاں شہرت حاصل ہوئی۔)

علامہ سمعانی لکھتے ہیں کہ امام بیہقی حدیث میں یگانہ روزگار اور یکتا زمانہ تھے، ان سے بے شمار حدیثیں مروی ہیں اور ان کی متعدد بے نظیر کتابیں بھی یادگار ہیں۔ (۱۲)

فقہ و اصول فقہ پر بھی ان کو مکمل عبور تھا۔ ان کی تصنیفات حدیث میں گونا گوں فقہی مسائل و معلومات کا ذخیرہ موجود ہے۔ حافظ ابن عساکر لکھتے ہیں کہ امام بیہقی نے اپنی

کتابوں میں علم حدیث و فقہ دونوں کے مسائل و معلومات جمع کئے ہیں۔ اس کے ساتھ علم حدیث، صحیح و سقیم روایات کی نشاندہی، احادیث کے درمیان جمع و تطبیق کے وجوہ اور فقہ و اصول فقہ وغیرہ مختلف النوع مباحث بیان کئے ہیں۔ (۱۳)

امام بیہقی کو عربیت اور شعر و سخن کا بھی اچھا ذوق تھا۔ علامہ ابن طاکان نے اپنی تاریخ میں ان کے حالات میں بہت سے اشعار نقل کئے ہیں۔ ایک شعر کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں :

”جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی وہ بزرگ ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے سے عزت طلب کی وہ ذلیل ہے۔“ (۱۴)

امام بیہقی کو حدیث، فقہ، اصول فقہ، اور عربیت میں امتیازی شہرت حاصل تھی لیکن دوسرے علوم میں بھی ان کو کافی دسترس حاصل تھی اور تمام علوم میں اپنے معاصرین میں عظیم الشان مقام اور بے نظیر تھے۔ (۱۵)

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی کی ایک خصوصیت حقیقت بینی اور انصاف پسندی بھی ہے۔ علمائے فن اور ارباب سیر نے امام بیہقی کی اس خصوصیت کا اعتراف کیا ہے۔ ظہیر الدین اپنی کتاب تاریخ بیہقی میں لکھتے ہیں :

”تحقیقات در علوم بسیار دارد و در مباحثہ و مناظرہ علوم

غایت انصاف مرعی میداشت۔“ (۱۶)

(علوم میں بڑی تحقیق سے کام لیتے تھے اور مباحثہ و مناظرہ میں انصاف کو پوری طرح ملحوظ رکھتے تھے۔)

درس و تدریس : امام بیہقی کے گونا گوں اوصاف و کمالات نے ان کی ذات کو مسلمانوں کا امام و مقتدی اور اصحاب علم و فن کا مرجع بنا دیا تھا۔ ارباب سیر نے ان کی امامت فن کا اعتراف کیا ہے۔ ان کے علم و فن اور فضل و کمال کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جب امام بیہقی علوم اسلامیہ سے فارغ ہو کر اپنے وطن بیہقی میں درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہوئے تو نیشاپور کے اصحاب علم و فن ان کی خدمت میں پہنچے اور ان سے درخواست کی کہ آپ نیشاپور تشریف لے چلیں تاکہ آپ سے اصحاب علم و

فن اور دوسرے لوگوں کو استفادہ کا موقع ملے۔ چنانچہ امام بیہقی نے ان کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور نیشاپور تشریف لے گئے۔ وہاں شائقین نے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ اور جب مجلس درس آراستہ کی گئی تو بے شمار اصحاب علم و فن نے آپ سے استفادہ کیا، اور یہ سب لوگ آپ کے علم و فضل کے معترف تھے۔ (۱۷)

فقہی مذہب : امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی کا شمار شافعی مذہب کے اکابر ائمہ میں ہوتا ہے۔ ان کو اس مذہب سے غیر معمولی شغف تھا اور اس مذہب کی نشر و اشاعت اور اس کی تہذیب و تصفیح میں انہوں نے اہم اور نمایاں کارنامے انجام دیئے۔ شافعی مذہب کو امام بیہقی کی ذات سے بڑا فائدہ پہنچا۔ علمائے فن، ارباب سیر اور تذکرہ نگاروں نے مذہب شافعی کی ترقی و ترویج میں امام بیہقی کی کوششوں کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر مکی نے اپنی کتاب "مناہج" میں لکھی ہے کہ امام بیہقی کی تصنیفات سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ (۱۸)

علامہ ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں امام الحرمین ابو المعالی جوینی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ: "امام بیہقی" کے علاوہ کوئی ایسا شافعی مذہب نہیں ہے جس پر امام شافعیؒ کے احسانات نہ ہوں، لیکن امام بیہقی کا خود امام شافعیؒ پر احسان ہے، کیونکہ ان کی تصنیفات سے ان کے مذہب و مسلک کی بڑی تائید و اشاعت ہوئی ہے، وہ تمام شوافع میں اس مذہب کے اصول و فروع کی حمایت میں پیش پیش رہے ہیں اور اس کی تفریع و تخریج اور توضیح و تشریح کے لئے انہوں نے اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔ (۱۹)

علامہ ابن سبکی امام بیہقی کی خدمات کے سلسلہ میں مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "امام بیہقی" نے اپنی کتابوں میں امام شافعیؒ کے تمام نصوص جمع کر دیئے اور اس قدر جامع اور مکمل طور پر مرتب کئے کہ بعد میں آنے والوں کے لئے مزید کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑی۔ (۲۰)

عقائد میں امام بیہقی اشعری مذہب اور اہل سنت والجماعت میں سے تھے۔ انہوں نے اشعری مذہب کے مطابق علم کلام کی تحصیل کی۔ ابن عساکر نے ان کا شمار اشاعرہ کے تیسرے طبقہ کے علماء میں کیا ہے۔ (۲۱)

عادات و اخلاق : امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی زہد و ورع، تقویٰ و طہارت، شاکل اور عادات و خصائل میں نہایت پاکیزہ تھے۔ صفت و قناعت، عبادت و ریاضت، امانت و دیانت اور عدالت و ثقاہت ان کی سیرت کے نمایاں پہلو تھے۔ وہ صحیح معنوں میں سلف صالحین اور علمائے ربانیہ کے اوصاف کے حامل تھے۔

حافظ ابن عساکر نے ”تبیین کذب المفتوی“ میں علامہ ابن عبد الغافر کا یہ بیان نقل کیا ہے : امام بیہقی علمائے سلف کی طرح معمولی اور تھوڑی چیز پر قانع اور زہد و ورع میں ممتاز تھے۔ وفات تک ان کا یہی حال تھا۔ (۲۲)

وفات : امام بیہقی نے ۷۷ سال کی عمر میں نیشاپور میں ۱۰ جمادی الاولیٰ ۴۵۸ھ کو انتقال کیا اور اپنے وطن بیہق میں سپرد خاک کئے گئے۔ (۲۳)

تصنیفات : امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی مایہ ناز مصنف تھے۔ ان کے فضل و کمال کا سب سے بڑا ثبوت ان کی تصانیف ہیں۔ علمائے فن اور تذکرہ نگاروں نے ان کی تصنیفات کو جامع، مفید، نفع بخش اور عدیم المثال بتایا ہے۔ امام بیہقی کا شمار ان ائمہ اسلام میں ہوتا ہے جن کی کتابوں سے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچا ہے۔ علمائے اسلام نے لکھا ہے کہ جن محدثین کرام کی تصنیفات کو عالم اسلام میں بقائے دوام حاصل ہوا ان میں امام بیہقی کی کتابیں بھی شامل ہیں۔

حافظ ابن صلاح نے لکھا ہے کہ امام بیہقی نے عمدہ اور مفید کتابیں تصنیف کیں۔ حافظ ابن کثیر کا بیان ہے کہ امام بیہقی کی تصنیفات کو عالم اسلام میں بقائے دوام حاصل ہوا اور ان کی تصنیفات کو مختلف شروں میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ وہ اپنے زمانہ کے لوگوں میں تصنیف و تالیف میں یکتا تھے (۲۴)

امام بیہقی صاحب تصانیف کثیرہ تھے، لیکن صاحب کشف الظنون نے ان کی ۳۶ کتابوں کے نام بتائے ہیں مقالہ کے طویل ہونے کے خوف سے یہاں آپ کی صرف پانچ کتابوں کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) کتاب القراءة خلف الامام : اس کتاب میں ان تمام روایات کو جمع کیا گیا ہے کہ

امام، مقلد ہی اور منفرد سب کے لئے، خواہ سری نماز ہو یا جری، سورۃ الفاحہ پڑھنا ضروری ہے، کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ امام بیہقی نے تمام روایات اور احادیث جمع کر کے شوافع کے مسلک کو قوی اور مرجع بنایا ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں حدیث و رجال کی نئی بحشیں اور اہل لغت و ادب کے بیانات بھی نقل کئے ہیں۔

یہ کتاب ۱۹۱۵ء میں مولانا تھلث حسین کے زیر اہتمام مطبع پرٹنگ ورکس دہلی سے متوسط تقطیع پر ۷۶ صفحات میں شائع ہوئی۔ (۲۵)

(ii) کتاب الاسماء والصفات : اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفات پر مبسوط بحث کی گئی ہے اور ہر بحث سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہیں۔ ضمناً تفسیر، کلام اور حدیث و رجال کی بعض فنی بحشیں بھی آگئی ہیں۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ مطبع انوار احمدی الہ آباد سے ۱۳۱۳ھ میں شائع ہوئی۔ (۲۶)

(iii) شعب الایمان : اس کتاب کا پورا نام ”الجامع المصنف فی شعب الایمان“ ہے اور اس میں صحیحین کی مشہور حدیث ”الایمان بضغ و سبعون شعبۃ“ کے مطابق ایمان کے ۷۰ شعبوں کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ نیز ہر شعبہ کے متعلق دو سری روایات اور قرآنی آیات بطور استشاد پیش کر کے ان کی تشریح و توضیح کی گئی ہے یہ کتاب بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔

(iv) کتاب معرفۃ السنن والآثار : یہ امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی کی معرکہ الآثار کتاب ہے۔ اس کتاب میں امام صاحب نے حدیث و سنت کی اہمیت، روایات اسناد میں احتیاط اور بعض ضروری فنی مباحث، اجماع، اجتہاد، قیاس، عام و خاص، امر و نہی، دلیل خطاب اور ناخ و منسوخ وغیرہ کی نوعیت اور امام شافعی کے حالات و کمالات اور اجتہادی مرتبہ پر بحث کی ہے اور اس کے بعد فقہی ابواب کی ترتیب پر احکام و مسائل سے متعلق روایات جمع کی ہیں۔ حافظ ابن سبکی اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ کوئی شافعی المذہب اس کتاب سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

(v) سنن کبریٰ : اسی کا دوسرا نام السنن الکبریٰ ہے، اور یہ امام بیہقی کی مایہ ناز اور شہرہ آفاق تصنیف ہے۔ اس کی عظمت و مقبولیت کا اندازہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحاح ستہ

کے بعد جن کتابوں کو غیر معمولی شہرت اور بقائے دوام نصیب ہوا اس میں سنن کبریٰ بھی شامل ہے۔ حافظ ابن صلاح، امام سیوطی، شاہ ولی اللہ دہلوی اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اس کتاب کی تعریف و توصیف کی ہے اور اس کو عمدہ اور پُر منفعت بتایا ہے۔ حافظ ابن صلاح لکھتے ہیں :

”ما تمّ کتاب فی السنۃ اجمع للادلة من کتاب السنن الکبریٰ للبیہقی کانہ لم یتروک فی سائر اقطار الارض حدیثاً الا قد وضعہ فی کتابہ“ (۲۷)

(دلائل کے لحاظ سے بیہقی کی سنن کبریٰ سے زیادہ جامع اور مکمل تصنیف حدیث و سنت کے دائرہ میں موجود نہیں۔ گویا امام صاحب نے تمام روئے ارضی کے چھپے چھپے حدیثیں اکٹھی کر کے انہیں اپنی کتاب میں جمع کر دیا ہے)۔

مولانا شبیر الرحمن اصلاحی لکھتے ہیں :

”سنن بیہقی فقہی مسائل و معلومات کا مخزن ہے۔ اس کے ابواب و تراجم فقہی مسائل ہی کے لحاظ سے قائم کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک ایک حدیث سے مختلف مسائل کو مستنبط اور متعدد ابواب کی تفریع کی گئی ہے۔ اس سے امام بیہقی کے فقہی کمال اور اجتہادی مرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ صحابہ و تابعین کے آثار اور ائمہ باعد کے اقوال و مسالک بھی جمع کئے گئے ہیں اور ضعیف و قوی اور مرجوح و راجح اقوال میں محاکمہ بھی کیا گیا ہے۔ امام شافعیؒ کے قدیم و جدید اقوال، شوافع کے مذاہب، اصول اور دلائل خصوصیت سے ذکر کئے گئے ہیں۔ اسی لئے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب لکھ کر انہوں نے امام شافعیؒ پر احسان کیا ہے۔ اس ضمن میں ان کی یہ خصوصیت بھی قابل ذکر معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے مختلف فیہ امور و مسائل کے متعلق صرف اپنے فقہی مسلک کی مؤید روایات و احادیث نقل کرنے ہی پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ دوسرے مذاہب کی مؤید حدیثوں کو بھی بیان کیا ہے۔“ (۲۸)

حواشی

(۱) ابن سبکی، طبقات الشافعیہ، ج ۳، ص ۳ (۲) ابن خلکان، تاریخ ابن خلکان، ج ۱، ص ۳۵

- (۳) ابن عساکر، تبیین کذب المفتوی ص ۲۶۶ (۴) سیوطی، تدریب الراوی ص ۳۱
- (۵) ابن طلائع، تاریخ ابن طلائع، ج ۱، ص ۳۵ (۶) ابن عساکر، تبیین کذب المفتوی ص ۲۶۶
- (۷) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۳۳۰۔ ابن طلائع، تاریخ ابن طلائع، ج ۱، ص ۳۵
- (۸) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۳۲۹۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ج ۳، ص ۳۰۴
- (۹) ابن عساکر، تبیین کذب المفتوی ص ۲۶۶
- (۱۰) ظہیر الدین، بہق، تاریخ بہق، ص ۱۰۔ صدیق حسن خان، انحال البلاء، ص ۱۹۰
- (۱۱) ابن طلائع، تاریخ ابن طلائع، ج ۱، ص ۳۵ (۱۲) معانی، کتاب الانساب، ص ۱۰۱
- (۱۳) ابن عساکر، تبیین کذب المفتوی ص ۲۶۶ (۱۴) ابن طلائع، تاریخ ابن طلائع، ج ۱، ص ۳۵
- (۱۵) ابن طلائع، تاریخ ابن طلائع، ج ۱، ص ۳۵
- (۱۶) ظہیر الدین، بہق، تاریخ بہق، ص ۱۰۔ صدیق حسن خان، انحال البلاء، ص ۱۹۰
- (۱۷) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۳۲۹ (۱۸) ابن بکی، طبقات الشافعیہ، ج ۳، ص ۴
- (۱۹) ابن طلائع، تاریخ ابن طلائع، ج ۱، ص ۳۵ (۲۰) ابن بکی، طبقات الشافعیہ، ج ۳، ص ۴
- (۲۱) ابن عساکر، تبیین کذب المفتوی ص ۲۶۶
- (۲۲) ابن عساکر، تبیین کذب المفتوی ص ۲۶۶
- (۲۳) ابن جوزی، المنتظم، ج ۸، ص ۲۸۲۔ ابن طلائع، تاریخ ابن طلائع، ج ۱، ص ۳۵۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۳۳۱
- (۲۴) ابن کثیر، الہدایہ والنہایہ، ج ۱۲، ص ۱۳۔
- (۲۵) ضیاء الدین، اصلاحي، تذکرۃ الحمدین، ج ۲، ص ۲۳۸
- (۲۶) ضیاء الدین، اصلاحي، تذکرۃ الحمدین، ج ۲، ص ۲۳۸
- (۲۷) ابن صلاح، مقدمہ ابن صلاح، ص ۱۳
- (۲۸) ضیاء الدین، اصلاحي، تذکرۃ الحمدین، ج ۲، ص ۲۵۵

عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ :

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

”تم میں بہترین وہ ہے جس نے خود قرآن سیکھا اور اسے دوسروں کو سکھایا“